نمبر ۱۵ | ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۳ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲ اگست سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۳۱۔ جولائی بوقت ساڑھے چھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ۳۰ر جولائی سے قدرے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۳۰۔ جولائی بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں حکیم مولوی قطب الدین صاحب نے ذکرِ حبیبؑ پر تقریر کی۔

چک ۱۰۸ نزد چراوالہ میں غیر احمدیوں سے ایک مناظرہ قرار پایا ہے۔ جس میں نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے ۳۱ جولائی مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری اور مولوی محمد شریف صاحب شمولیت کے لئے روانہ کئے گئے۔

جامعہ احمدیہ ۲۸۔ جولائی سے موسمی تعطیلات کی وجہ سے بند ہو گیا ہے۔

دہاریوال کے مناظرہ میں عیسائیوں کو شکست فاش

عیسائیوں کے تبلیغی مرکز میں کسرِ صلیب

عیسائیوں کے چیلنج پر ۲۸-۲۹۔ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء کو دہاریوال میں چھ مناظرے قرار پائے جن کے لئے عیسائی صاحبان کئی مہینوں سے تیاریاں کر رہے تھے۔ احمدی مبلغین کے مقابلہ کے لئے انہوں نے اپنے تمام بڑے بڑے منادوں اور مناظروں کو بلانے کی کوششیں کیں۔ اور عام طور پر خیال کیا جاتا تھا۔ کہ پادری عبد الحق صاحب اور پادری سلطان محمد پال صاحب مناظرے کرنے کے لئے آئیں گے۔ مگر کاسرِ صلیب کے خدام کے سامنے آنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اور سب نے حیلے بہانے کر کے جان چھڑائی ۲۷۔ جون کی شام کو احمدی مبلغین دہاریوال پہونچ گئے۔ اور ۲۸۔ جولائی کی صبح کو اگرچہ سخت بارش ہو رہی تھی۔ قادیان اور قرب و جوار کے احمدی ہزاروں کی تعداد میں آ گئے۔

باوجودیکہ دہاریوال عیسائیوں کا ایک تبلیغی مرکز ہے۔ پھر بھی جلسہ گاہ کی تعمیر وغیرہ انہوں نے احمدیوں کے ذمہ رکھی جو لوکل لحاظ سے سخت نا واجب امر تھا۔ تاہم امرتسر سے شامیانے وغیرہ کرایہ پر لے کر ۲۷۔ کی شام کو ہی وہاں پہونچا دیئے گئے تھے۔ مگر چونکہ بارش ہو گئی۔ اور عیسائی صاحبان جلسہ گاہ کے لئے کوئی موزوں جگہ نہ دے سکے۔ اور شامیانے وغیرہ لگانے میں اگرچہ احمدیوں نے پوری مستعدی کا ثبوت دیا۔ پھر بھی

ساڑھے دس بجے تک وُہ نہ آ سکے۔ اور جب شامیانے لگ گئے۔ تو عیسائیوں نے بہت سا وقت اِدھر اُدھر کی لایعنی باتوں میں ضائع کر دیا۔ جس کی وجہ یہی تھی کہ اپنی علمی بے مائگی اور بے چارگی کے پیشِ نظر وُہ چاہتے تھے۔ کہ مناظرہ تین گھنٹہ کی بجائے جو بموجب شرائط مقررہ وقت تھا۔ جس قدر ممکن ہو کم وقت میں ہو۔ آخر مناظرہ پونے بارہ بجے شروع ہُوا ؛

مسئلہ کفارہ پر مناظرہ

پہلا مناظرہ مسئلۂ کفارہ پر تھا۔ جس کے مدعی عیسائی تھے اور احمدی مناظر ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے گجراتی۔ اور عیسائی مناظر سادھو میلا رام صاحب تھے۔ صدر علی الترتیب مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مسٹر ایم۔ این۔ ہوز۔ وکیل کپورتھلہ قرار پائے۔ عیسائی مناظر نے اپنے دعوے کے اثبات میں آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ جو بلحاظ دلائل بالکل پھسپھسی۔ اور عامیانہ تھی۔ ملک صاحب نے ایسی زبردست تقریر کی۔ کہ عیسائیوں کے موتہہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ آپ نے چند ہی منٹ میں اس کی پیش کردہ باتوں کی تردید کرنے کے بعد کفارہ پر بیس۲۰ نہایت وزنی اعتراضات کئے۔ جن میں سے ایک کا بھی جواب عیسائی مناظر نہ دے سکا۔ اور وے بھی کیسے سکتا وُہ بے چارہ معمولی علم و عقل کا آدمی تھا۔ جسے عیسائیوں نے قربانی کی بھیڑ بنا کر کھڑا کر دیا۔ اس غریب کو اناجیل کے صحیح نام بھی معلوم نہ تھے۔ چنانچہ ملک صاحب نے جب کُورنتھیوں کا ایک حوالہ دیا۔ تو اس نے بڑے زور سے کہا۔ کہ یہ تلفظ غلط ہے مگر ملک صاحب نے جب ثابت کر دیا۔ کہ صحیح تلفظ یہی ہے۔ تو اسے خاموش ہونا پڑا۔ سادھو صاحب مُتّبعین کو متبعین کہہ رہے تھے۔ اور جب ملک صاحب نے کہا۔ کہ یہ غلط ہے۔ تو کہنے لگے متّبعین سہی۔ آخر جب پڑھے لکھے لوگ ہنسی کو ضبط نہ کر سکے تو آپ بہت کھسیانے اور نادم ہو کر بیٹھ گئے۔ غرضیکہ سادھو صاحب کی حالت بہت قابلِ رحم تھی۔ آخر عیسائی صدر سے اپنے مناظر کی یہ حالت دیکھی نہ جا سکی۔ اور انہوں نے منتیں کر کے وقت میں سے بیس منٹ اور کم کرائے۔ اور اس طرح اپنی شکست پر مہر تصدیق ثبت کر دی ؛

صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر مناظرہ

دوسرا مناظرہ چار بجے بعد دوپہر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر شروع ہوا۔ مناظر اور صدر صاحبان پہلے ہی تھے۔ اس مسئلہ میں مدعی چونکہ احمدی تھے۔ ملک صاحب نے بائیبل کے حوالہ جات سے صداقتِ انبیاء کے معیار پیش کر کے بتایا۔ کہ بائبل میں بتاتی ہے کہ نبی کی دعوے سے پہلی زندگی بے عیب ہوتی ہے۔ اسے قبولیتِ دعا کا معجزہ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی تائید کے لئے معجزات دکھاتا ہے۔ سچا مدعی نبوت ہلاک نہیں ہو سکتا۔ نیز دانیال نبی کی پیشگوئی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کیا۔ ان کے پیشکردہ دلائل کی تردید تو عیسائی مناظر نے کیا کرنی تھی۔ غیر احمدی معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خوشہ چینی کر کے وُہی بے ہودہ اور فرسودہ اعتراضات کرتا چلا گیا۔ جو بارہا رد کئے جا چکے ہیں۔ اگرچہ ملک صاحب نے اس کے اعتراضات کو نہایت قابلیت کے ساتھ رد کر دیا۔ مگر پھر بھی دفع الوقتی کے لئے چونکہ اس کے پاس اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ آخر تک یونہی وقت ضائع کرتا رہا۔ اس کے اعتراضات اور مطالبات کی جو محض سُنی سُنائی باتوں پر مبنی تھے۔ حقیقت کو پبلک پر واضح کرنے کے لئے ملک صاحب نے بار بار نقد انعامات پیش کئے۔ مگر چونکہ ذاتی طور پر اسے کوئی تحقیق نہ تھی۔ اس لئے کسی ایک بھی انعامی چیلنج کو منظور کرنے پر آمادہ نہ ہُوا ملک صاحب کے اعتراضات کے چونکہ وُہ جواب نہ دے سکتا تھا۔ اس لئے ایک ناکام و نامراد حریف کی طرح گالیوں اور بد زبانیوں پر اتر آیا۔ لیکن آخر اینٹ کا جواب پتھر سے ملتا دیکھ کر جلد ہی اس کے حواس درست ہو گئے ؛

یسوع مسیح کی شخصیت از رُوئے بائیبل پر مناظرہ

دوسرے روز حسب قرارداد احمدی ساڑھے نو بجے سے قبل ہی جو مناظرہ کا مقررہ وقت تھا پہنچ گئے۔ مگر عیسائی صاحبان اول تو دس بجے تک نہ پہونچے۔ اور جب آئے۔ تو یہ جھگڑا شروع کر دیا۔ کہ اس وقت یسوع مسیح کی شخصیت از روئے بائیبل پر مناظرہ ہونا چاہیئے۔ اور "تحریفِ بائیبل" جو اس وقت کے لئے موضوع مقرر ہے۔ پچھلے پہر زیر بحث آئے گا۔ اگرچہ انہیں بہتیرا سمجھایا گیا۔ مگر جب دیکھا کہ وُہ اسی بات کی آڑ میں میدان مناظرہ سے فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے صدر نے اعلان بھی کر دیا۔ تو ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم جو اس مسئلہ پر مناظرہ کرنے والے تھے۔ باوجود اس کے کہ ان کا گلا سخت خراب تھا۔ اور آواز بیٹھی ہُوئی تھی۔ مقابلہ پر آ گئے۔ اگرچہ عیسائیوں کو یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہُوئی۔ لیکن آخر انہیں مناظرہ شروع کرنا ہی پڑا۔ اس مناظرہ کے صدر جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب میر قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق تھے۔ اور عیسائیوں کی طرف سے مسٹر ہوز تھے۔ ملک صاحب کو اگرچہ گلے کی تکلیف تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسی توفیق عطا فرمائی۔ کہ وُہ تمام سامعین تک اپنی آواز بخوبی پہنچا سکے۔ اور کسی قسم کی کوئی خرابی آواز کی وجہ سے پیدا نہ ہوئی۔ انہوں نے پہلے تو بالوضاحت یہ بتایا۔ کہ قرآن کریم نے جس مسیح کا ذکر کیا ہے وُہ اللہ تعالےٰ کا پاکباز نبی اور رسُول تھا۔ اور اس کی زندگی ہر قسم کے لغو اعتراضات سے بلند و بالا ہے۔ لیکن جس یسُوع کو بائیبل پیش کرتی ہے اس کے متعلق اسی کا بیان ہے۔ کہ اس کی تین نانیاں حرامکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ اور بائیبل سے ہی ثابت ہے۔ کہ حرامی انسان کی دس پشتوں تک کوئی اللہ تعالےٰ کا مقرب نہیں ہو سکتا۔ نیز کہا کہ بائیبل کے یسُوع کی ماں اس پر ایمان نہ لائی تھی۔ اگر ثابت کر دو تو دس روپیہ نقد انعام لو۔ سادھو صاحب نے پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے لوقا کا ایک حوالہ پیش کیا۔ مگر جب بتایا گیا۔ کہ یہ تو مسیح کی پیدائش سے بھی پہلے کی بات ہے۔ تو آپ پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی۔ یہ اور اسی قسم کے متعدد حوالجات آپ نے بائیبل سے پیش کئے۔ اور ہر ایک کے جواب کے لئے نقد انعامات پیش کرتے رہے۔ مگر عیسائی مناظر نے ان میں سے ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی دے سکتا تھا۔ آخر کل کی طرح پریذیڈنٹ صاحب کی کوشش آڑے آئی۔ اور انہوں نے یہ دیکھ کر کہ ان کے مناظر کے پاس کوئی مواد نہیں۔ بیس منٹ کم کرائے اور اس طرح اس غریب کی جان مصیبت سے چھڑائی ؛

تحریف بائیبل پر مناظرہ

آخری مناظرہ تحریف بائیبل پر چار بجے شروع ہُوا۔ ہمارے مناظر مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل اور عیسائیوں کی طرف سے مسٹر ہوز تھے۔ ان کی طرف سے صدر ڈاکٹر سکاٹ۔ اور ہماری طرف سے ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا قرار پائے۔ در اصل ان تمام مناظروں کی بنا یہی تھی۔ کہ انہی مسٹر ہوز نے تحریف بائیبل پر مناظرہ کا چیلنج احمدیوں کو دیا تھا۔ اور انہیں اس ضمن میں اپنی معلومات پر اس قدر ناز تھا۔ کہ جا و بے جا اس کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ آخر وُہ وقت آ پہونچا جس کے آنے پر عیسائی ہمیشہ متاسف رہیں گے۔ مسٹر ہوز نے اپنا دعوے عدم تحریف بائیبل پیش کرتے ہُوئے کہا۔ کہ اگر بائیبل محرف ہے۔ تو کس نے تحریف کی۔ کیوں کی۔ کس غرض سے کی۔ آپ کا خیال تھا۔ کہ اس بے معنی چکر میں احمدی مناظر کو الجھا کر وقت ضائع کر دیں گے۔ مگر مولوی صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ ان سوالات کے جواب عیسائیوں ہی کی تحریرات سے دے کر کئیں حوالہ جات بائیبل کی تحریف کے ثبوت میں پیش کئے مسٹر ہوز جب تقریر کے لئے اُٹھتے۔ تو ایک رنگ آتا اور ایک جاتا۔ اور کئی بدحواسیاں ان سے سرزد ہوئیں۔ مثلاً انہوں نے ایک حوالہ اپنی تائید میں پیش کیا۔ اور بتایا۔ کہ یہ ایک مسلمان مصنف کی رائے ہے حالانکہ وُہ پادری عماد الدین کی تصنیف میں سے تھا۔ ہوز صاحب سے دریافت کیا گیا۔ کہ کتاب کے مصنف کا نام بتایئے۔ تو فرمانے لگے۔ مولوی عماد الدین۔ آخر جب ان کو حقیقت حال سے آگاہ کیا گیا۔ تو ان کی نہایت قابل رحم حالت ہو گئی۔ اسی طرح آپ نے کہا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین بھی عدم تحریف کے قائل ہیں۔ لیکن جب حوالہ طلب کیا گیا۔ تو پیش نہ کر سکے۔ مولوی صاحب نے تحریف کو اس قدر وضاحت سے ثابت کیا۔ کہ حاضرین دنگ رہ گئے۔ چنانچہ جب آپ نے یہ بات پیش کی۔ کہ متی باب ۱۷ کی اکیسویں آیت ۱۹۳۱ء کے طبع شدہ ایڈیشن سے غائب کر دی گئی ہے۔ اور بیس کے بعد نمبر بائیس ہے۔ تو مقامی پولیس افسر صاحب نے بائیبل کے دونوں نسخے لے کر دیکھے۔ کیونکہ بظاہر یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ (باقی ملاحظہ ہو صلا کالم ۳ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

شرح پیدائش کی قلت کا علاج

تعدّد ازدواج

عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اسلام نے تعدّد ازدواج کو جائز قرار دیا ہے۔ اور یہ عورتوں پر ظلم اور مردوں کے لئے عیش پرستی کا موجب ہے۔ ایک مرد کے لئے ایک ہی عورت ہونی چاہئے۔ اور کسی صورت و کسی حالت میں بھی اس کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے۔

عدل و انصاف اور پاکبازی کا یہ اصل قرار دینے والے اپنے ان بزرگوں اور پیشواؤں کے طریق عمل کو تو نظر انداز کرتے ہی ہیں۔ جنہیں وُہ مقدس انسان۔ اور اپنے مذہبی راہ نما سمجھتے ہیں۔ اور جنہوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ لیکن اپنی موجُودہ حالت سے بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ کہ وُہ لوگ جو مذہبًا ایک بیوی کے اصل کے حامی ہیں اور جو زبانی طور پر بڑے زور کے ساتھ یہ دعوے کرتے ہیں کہ ازراہ انصاف و پاکیزگی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ان کی عملی حالت کیا ہے؟

ہندوؤں کا وُہ فرقہ جو آریہ سماجی کہلاتا۔ اور اپنے آپ کو اصلاح یافتہ سمجھتا ہے۔ ویدک دھرم کی بہت بڑی خوبی یہ بتاتا ہے۔ کہ اس میں ایک سے زائد بیویاں کرنے کی سخت ممانعت ہے لیکن یہ کہنے والوں کو نیوگ جیسا شرمناک فعل جائز قرار دینا پڑا۔ جس کی رُو سے ایک بیاہی ہوئی عورت کو اپنے خاوند کی موجودگی میں گیارہ تک غیر مردوں سے تعلق زوجیت پیدا کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اسی طرح گھر میں عورت رکھنے والے مرد کو گیارہ تک غیر عورتوں سے۔ خاوند بیوی کے تعلقات رکھنے کی آزادی عطا کر دی گئی ہے۔ گویا آریوں کے نزدیک اسلام میں یہ اجازت تو قابلِ اعتراض ہے کہ ضرورت کے ماتحت ایک مرد چار تک عورتوں سے نکاح کر کے ان کی عفت اور ان کی ضروریات زندگی کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اُٹھا لے۔ مگر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کہ ایک مرد نیوگ کے نام سے گیارہ ایسی عورتوں سے لوٹ سکتا ہے۔ جن کے متعلق کسی قسم کی ذمہ واری اس پر عائد نہیں ہوتی۔ یا ایک عورت گیارہ ایسے مردوں کے متعلق فرائض زوجیت ادا کرے۔ جن کا اس سے صرف اتنا ہی کام ہو۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ طریق عمل اخلاق اور انسانیت کو بالکل تباہ کر دینے والا ہے۔ اور جب اس کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بہائم کی سی صنفی آزادی اور اباحت سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔ کیونکہ شادی شُدہ مرد اور عورت کو محض نفسانی خواہش پورا کرنے کا بھی یہی طریق بتایا گیا ہے۔ آریوں کے نزدیک یہ تو اعلےٰ درجہ کی پاکبازی ہے۔ لیکن اسلامی تعدد ازدواج کا مسئلہ عیش پرستی ہے۔

یورپ میں گو مذہبی۔ اور قانونی طور پر ایک بیوی کا طریق رائج ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اہلِ یورپ ناپاک ترین تعدد ازدواج پر عامل ہیں۔ اور اس کے جو نتائج نکل رہے ہیں۔ وُہ ظاہر ہیں۔ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت کے ساتھ ایک سے زائد بیویاں رکھنے کی ممانعت نے اہلِ یورپ کا دم ناک میں کر رکھا ہے۔ اور وُہ فواحش کے سیلاب میں بہتے ہُوئے روز بروز تباہی کے آخری کنارے کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ گو اس بارے میں اہل یورپ اخلاقی پستی اور اجتماعی اختلال کا احساس کھو چکے ہوں۔ لیکن مادی نتائج کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ شرح پیدائش کی قلت کو بُری طرح محسوس کر رہے ہیں۔ اگرچہ بعض حکومتیں غیر شادی شدہ عورتوں کی بچے پیدا کرنے پر حوصلہ افزائی کر رہی ہیں۔ چنانچہ حکومت فرانس میں جو عورتیں بچے پیدا کرتی ہیں۔ وُہ خاص انعام اور امتیازی امداد کی مستحق سمجھی جاتی ہیں خواہ ان کے بچے حرامکاری۔ اور زناکاری کا نتیجہ ہوں۔ تاہم یہ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ کہ جب تک عورتیں مرد باقاعدہ شادی کر کے اولاد پیدا نہیں کریں گے۔ اس وقت تک شرح پیدائش کی قلت دُور نہیں ہو سکے گی۔ اور ایسی صورت میں تعدّد ازدواج کو ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یورپ میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ یورپ کے اخبارات میں حال میں مسٹر فلپ پریذیڈنٹ ایسوسی ایشن آف رجسٹرارز اسکاٹ لینڈ کا جو خطبہ صدارت شائع ہؤا ہے۔ اس میں انہوں نے بالفاظ لنڈن ایڈ ورد "تعدد ازدواج کو شرح پیدائش کی قلت کے لئے بطور چارہ کار پیش کیا ہے" اور صاف الفاظ میں کہا ہے۔ کہ

"رائے عامہ نہ صرف تعدّد ازدواج کو انگیز کرنے کے لئے تیار ہو گی۔ بلکہ پبلک بشدّت تعدّد ازدواج کے طریقہ کے اجراء پر اصرار کرے گی"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ یورپ اگر اخلاقی اور معاشرتی بربادیوں کی وجہ سے نہیں۔ تو شرح پیدائش کی قلت کے باعث تعدد ازدواج کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اور اس بات کا کھُلا کھُلا اعتراف کر رہا ہے۔ کہ مردوں اور عورتوں کی موجودہ صنفی آزادی و اباحت کی خواہ کسی رنگ میں حوصلہ افزائی کی جائے۔ شرح پیدائش میں روز بروز جو کمی واقعہ ہو رہی ہے۔ وُہ اس وقت تک دُور نہیں ہو سکتی۔ جب تک باقاعدہ شادیاں نہ کی جائیں۔

قرآن کریم میں جہاں سلک ازدواج میں منسلک نہ ہونے والے مرد عورت کے تعلقات کو زنا قرار دے کر اسے رُوحانی اور اخلاقی لحاظ سے سخت نقصان رساں بتایا گیا۔ اور اس سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ ہی قتل نفس اور قتل اولاد کا ذکر کیا گیا۔ اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔ ولا تقربوا الزنیٰ انّہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللّٰہ۔ یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ یہ کھلی ہُوئی بدکاری۔ اور بہت بُرا طریق ہے۔ اور نہ اس جان کو قتل کرو۔ جس کا قتل خدا نے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح آتا ہے۔ ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن۔ عورتوں سے کہا گیا ہے۔ کہ وُہ نہ زنا کریں۔ اور نہ اولاد کو قتل کریں۔

زنا کے ساتھ قتل نفس اور قتل اولاد کا ذکر کر کے بتایا گیا ہے کہ زناکاری کا ایک بُرا نتیجہ قتل اولاد بھی ہے۔ اور جو قومیں اس میں مبتلا ہونگی۔ یقینًا ان کی اولاد میں کمی ہو جائیگی۔ آج یورپ اس بات کی پوری پوری تصدیق کر رہا ہے۔ اور اس پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ غیر شادی شدہ مردوں عورتوں کے تعلقات کو جُرم نہ قرار دے کر اور ناجائز بچوں کی پرورش کا ذمہ لے کر بھی وُہ شرح پیدائش کی قلت کو روک نہیں سکا۔ اور آخر اس بات کے لئے مجبُور ہو رہا ہے۔ کہ تعدّد ازدواج کو رواج دے کر جائز اولاد پیدا کرے۔

تاکہ قلت پیدائش اور کمی اولاد کے نقصانات سے بچ سکے ❊

اسی ایک بات سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام میں تعدد ازدواج کا حکم بنی نوع انسان کے لئے کس قدر ضروری۔ اور اپنے اندر کس قدر حکمتیں رکھتا ہے ❊

مذاہب کا خاتمہ کرنے کی تحریک

ریشنالسٹک سوسائٹی کے جنرل سکرٹری آر۔ ایس ٹھاکر کی ایک خفیہ چٹھی اخبارات میں شائع ہوئی ہے جس میں جلد سے جلد ہندوستان سے مذاہب کا خاتمہ کرنے کی سکیم تیار کرنے کے لئے تجاویز پیش کرنے کی تحریک کی گئی اور لکھا گیا ہے۔ کہ

ہمیں اس امید پر نہ رہنا چاہیئے۔ کہ روس یا کوئی دوسرا ملک مذہب کے خلاف پراپیگنڈا کرتا ہوا ہمیں بھی اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ بلکہ خود کوشش کرنی چاہیئے۔

اس قسم کے خیالات رکھنے والوں کی ہندوستان میں پہلے ہی کمی نہیں۔ اور اب جبکہ ایک طرف تو یہ لوگ اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے منظم طریق اختیار کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف عام طور پر مذہب سے صرف رسمی تعلق پایا جاتا ہے۔ مخلوق خدا کے کلیتہً گمراہ ہو جانے کا بہت خطرہ ہے۔ ایسی صورت میں جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ اپنی تبلیغی کوششوں میں ممکن اضافہ کرے۔ اور ہر احمدی جہاں بھی ہو۔ تبلیغ اسلام اپنا سب سے اہم فرض سمجھے۔ اگر جماعت احمدیہ اشاعت اسلام کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کرے۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے دیکھے گی۔ کہ مذاہب کو مٹانے کی تحریک بھی اس کے لئے ممد و معاون ثابت ہوگی۔ کیونکہ باطل مذاہب کے نقوش الواح قلوب سے جب مٹ جائیں گے۔ تو صداقت اسلام ان پر عمدگی سے منقش ہو سکیگی ❊

فاقہ کشی کے مقابلہ میں فاقہ کشی

ڈاکٹر کھیلو نے سات روز کی فاقہ کشی اختیار کرنے پر یہ کہتے ہوئے کہ کانگرس کے اندر غنڈہ عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ جو بیان دیا۔ اس میں لکھا "میں نے فی الحال ایک ہفتہ کا برت دھارن کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ فرقہ پرستی اور خود غرضانہ غنڈہ پن کے بھوت کے خلاف لڑنے کے لئے میں اپنے آپ کو پاک کر سکوں۔ اور کافی اخلاقی طاقت پیدا کر سکوں" (پرتاپ ۲۹ جولائی)۔

لیکن ڈاکٹر صاحب کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ جن لوگوں کو وہ غنڈہ عنصر قرار دے رہے ہے۔ اور جن کا مقابلہ کرنے کے لئے فاقہ کشی کے ذریعہ اپنے آپ کو پاک اور طاقت ور بنانا چاہتے ہیں۔ اگر انہوں نے بھی یہی طریق اختیار کر لیا۔ تو پھر کیا ہو گا۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی برت دھارن کرنے کی وجہ سے طاقت بڑھ گئی۔ تو ان کے مقابل فریق کا کوئی فرد بھی طاقت بڑھائے گا۔ اور اس کا پلہ بھاری رہے گا۔ آخر یہ خطرہ پیش آ ہی گیا۔ ڈاکٹر کچلو کے قریب ہی ایک شخص سوامی آنند انند برت دھارن کر کے بیٹھ گیا۔ جس نے بیان کیا۔ کہ "میں نے یہ بھوک ہڑتال ڈاکٹر کچلو کی پارٹی کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر شروع کی ہے" (ملاپ ۲۶ جولائی)

کسی مسلمان کے نزدیک تو ڈاکٹر کھیلو کا طریق عمل پہلے ہی کوئی معقولیت نہ رکھتا تھا۔ اب گاندھی جی کی تقلید میں فاقہ کشی کو پاک ہونے اور اخلاقی طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھنے والوں کے نزدیک بھی اس کی کوئی وقعت باقی نہیں رہ سکتی ❊

ہندو دیویوں کی رکھشا کا طریق

ہندو عورتوں اور لڑکیوں کے اغوا کے واقعات نے جن کا زیادہ تر ارتکاب کرنے والے خود ہندو ہی ہوتے رہیں۔ دور اندیش ہندوؤں کو عورتوں کی بے جا آزادی کے خلاف آواز اٹھانے۔ اور اغوا کے مواقع پیدا کرنے سے باز رکھنے کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ وہ اسی طریق عمل کا اختیار کرنا ضروری قرار دے رہے ہیں۔ جو اسلام نے مردوں عورتوں کے خلا ملا کو روکنے اور معیوب نتائج کا انسداد کرنے کے متعلق آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل تلقین کیا ہے۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۹ جولائی) ہندوؤں کو مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"ہندو اور سکھ عورتیں بھڑکیلے کپڑے پہن کر عام گزرگاہوں سے نہ گزریں۔ بلکہ اپنے اوپر سفید چادریں اوڑھ کر قدرے پردہ کو ملحوظ رکھیں"۔

ناظرین غور فرمائیں۔ کیا یہ قرآن کریم کے اس ارشاد کا نامکمل سا مفہوم نہیں ہے۔ کہ قل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن و لا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن۔ کہ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ اپنے فروج کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زیب و زینت نہ دکھاتی پھریں۔ بجز اس کے جو ظاہر ہے اور اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں ❊

وہ لوگ جو مسلمان کہلا کر اسلامی پردہ کی پابندی سے آزادی حاصل کر رہے ہیں۔ عبرت حاصل کریں۔ کہ غیر مسلم تو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت سمجھ رہے ہیں۔ اور وہ اسے پس پشت ڈال رہے ہیں ❊

ایک ہندی لفظ استعمال کرنے کا جرم

اخبار "پرتاپ" ایک سیاسی اخبار ہے۔ لیکن چونکہ وہ آریہ سماجیوں کے ہاتھ میں ہے۔ جن کے خمیر میں سوامی دیانند جی نے دوسروں کی دل آزاری کا مادہ داخل کیا ہوا ہے۔ اس لئے وہ آئے دن نہایت شرمناک طور پر مسلمانوں کی دل آزاری کرتا رہتا ہے۔ حال میں اخبار "زمیندار" نے "ور کی ضرورت" کے عنوان سے ایک مسلمان لڑکی کے نکاح کے لئے اعلان کیا۔ "پرتاپ" نے اس جرم کے متعلق۔ کہ "زمیندار" نے ہندی لفظ "ور" کیوں استعمال کیا۔ اپنی پراچین تہذیب کا جو ثبوت دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ لکھتا ہے:-

"زمیندار بھی مسلمان ہے۔ اور مشتہر صاحب بھی مسلمان پھر نہ معلوم انہوں نے خاوند لفظ کے بجائے "ور" لفظ کیوں منتخب کیا۔ کیا یہ شرط تو نہیں۔ کہ خاوند ہندو نوجوان ہونا چاہیئے۔ ورنہ ہندی کا لفظ استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔

اگر ایک ہندی لفظ استعمال کرنے پر اس قسم کا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ تو خود "پرتاپ" کے متعلق بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک کمینہ قسم کی شرارت اور خواہ مخواہ کی دل آزاری ہے۔ اس لئے جہاں ہم "پرتاپ" کے خلاف سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں وہاں ان مسلمانوں کو بھی شرم دلاتے ہیں۔ جو اردو میں ہندی الفاظ استعمال کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں ❊

عراق عرب میں آریہ سماج

سکرٹری انٹرنیشنل آرین لیگ نے عراق میں آریہ سماج کی سرگرمیوں کے متعلق جو حالات شائع کرائے ہیں۔ ان میں لکھا ہے۔ کہ گورنمنٹ عراق کے نافذ کردہ قانون انجمن ہائے کے ماتحت آریہ سماج کی رجسٹری کرائی گئی ہے۔ عراق کے ہندو خواہ کسی بھی خیال کے ہوں۔ اس کی حمایت پر ہیں۔ کئی ویدک لیکچرار بلائے گئے۔ اور ان کو پراپیگنڈا کی خاطر دورے پر بھیجا گیا۔ ہندوؤں کے تیوہار بھی منائے جاتے ہیں۔ کئی نوجوان لڑکیوں کو شدھ کر کے ہندوؤں کے ساتھ شادیاں کرائی گئی ہیں۔ عربی میں ویدک لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے ❊

مسلمان کہلانے والوں میں اسلام سے متعلق جو ناواقفیت اور دین سے بے رغبتی پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے بعض لوگوں کا آریوں کے جال میں

مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ

اور

ختم نبوت کی حقیقت

اخبار "النجم" ۱۳ جولائی میں زیر عنوان "ختم نبوت" ایک شخص مولوی فضل اللہ صاحب حیدر آبادی نے ایک مضمون شایع کیا ہے۔ جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہے اس کے لئے سب سے پہلی دلیل مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "حضور اکرم صلعم کے بعد کسی کو بھی کسی قسم کی نبوت نہیں دی جاسکتی۔ یہ عقیدہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔" پھر قرآن مجید کی آیت ما کان محمدٌ ابا احدٍ الآیۃ اور بعض احادیث پیش کی ہیں۔ جن کا ترتیب وار جواب پیش کیا جائیگا*

اجماع امت کا غلط دعویٰ

یہ جو کہا گیا ہے کہ ختم نبوت پر مسلمانوں کا اجماع ہے بالکل غلط اور بے حقیقت ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں اجماع کی جو تعریف کی گئی ہے۔ اس کے مطابق مولوی صاحب موصوف نے ختم نبوت کے عقیدہ پر اجماع امت ثابت نہیں کیا۔ فقہ کی کتاب نور الانوار کے صفحہ ۲۱۰ پر اجماع کی یہ تعریف لکھی ہے۔ "و فی الشریعۃ اتفاق مجتہدین صالحین من امۃ محمد صلعم فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی۔" یعنے شریعت میں اجماع اس امر کا نام ہے۔ کہ امت محمدیہ کے علماء ایک زمانہ میں کسی امر پر اتفاق کریں۔ پھر لکھا ہے۔ "والشرط اجتماع الکل ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی فی حین انعقاد الاجماع لو خالف واحدٌ کان خلافہ معتبراً ولا ینعقد الاجماع۔" یعنے اجماع کی شرط یہ ہے۔ کہ سب علماء اس میں متفق ہوں۔ اور اگر ایک کا بھی اتفاق نہ ہوگا۔ تو اجماع نہ ہوگا۔ پس اس تعریف کے ماتحت جب تک کسی عقیدہ پر اجماع ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک وہ اجماعی عقیدہ نہیں کہلا سکتا۔ اور صرف یہ کہہ دینے سے کہ "یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے" کوئی بات اجماعی عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتی۔

پھر یہ بات بھی غلط ہے۔ کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہوچکا ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے علاوہ بڑے ائمہ اور بزرگان اسلام کی تحریروں سے یہ امر ثابت ہے کہ وہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبوت کو ہرگز بند نہیں سمجھتے تھے۔ اور اس سے مولوی صاحب موصوف کے اجماع کا حال منکشف ہو جاتا ہے۔

محی الدین ابن عربی کی شہادت

سب سے پہلے میں حضرت محی الدین ابن عربی کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"انّ النبوّۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلعم انما ھی النبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخاً شرعہ صلعم ولا یزید فی شرعہ حکماً اٰخر ھذا معنی قولہ صلعم انّ الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیّ ای لا نبی یکون علیٰ شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول ای لا رسول بعدی الیٰ احدٍ من خلق اللہ بشرعٍ یدعوھم الیہ فھذا ھو الذی انقطع و سدّ بابہ لا مقام النبوۃ" (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت بند ہے وہ تشریعی نبوت ہے۔ نہ کہ مقام نبوت۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو ناسخ کرنے والی یا زیادہ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ اور حضور علیہ السلام کے اس قول کا مفہوم کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہی ہے۔ کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ اور ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو میری شریعت کے مخالف ہو۔ ہاں ایسا نبی ہوسکتا ہے۔ جو میری شریعت کے ماتحت ہو۔ پس یہ وہ قسم نبوت ہے۔ جو بند ہے۔ ورنہ مقام نبوت کو بند نہیں کیا گیا*

پھر لکھتے ہیں:۔

"فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ لھذا قلنا انما ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہ فعلمنا ان قولہ لا نبی بعدہ ای لا شارع خاصۃً لانہ لا یکون بعدہ نبیٌّ ھذا مثل قولہ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ" (فتوحات مکیہ جلد ۲ سوال ۸۲ صفحہ ۱۵) کہ نبوت کلی طور پر بند نہیں ہوئی۔ اور اسی وجہ سے ہم نے یہ کہا ہے۔ کہ صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔ اور لا نبی بعدہ کے یہی معنے ہیں۔ اور ہم نے یہ جان لیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لا نبی بعدہ کہنا اسی معنے سے ہے کہ آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں۔ اور یہ حضور کے اس فرمان کی طرح ہے۔ جو آپ نے فرمایا۔ کہ جب یہ کسریٰ ہلاک ہوگا۔ تو اور کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب یہ قیصر ہلاک ہوگا۔ تو اور کوئی قیصر نہ ہوگا۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی شہادت

دوسری شہادت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی ہے۔ جو بارھویں صدی کے مجدد اور ملہم من اللہ تھے۔ وہ فرماتے ہیں "ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس" (تفہیمات الٰہیہ تفہیم ۵۳) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کوئی صاحب شریعت نبی نہیں بھیجے گا۔

امام شعرانی کی شہادت

تیسری شہادت امام شعرانی کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "وقولہ صلعم لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا شارع بعدی" (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲) کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول کہ میرے بعد نبی اور رسول نہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ میرے بعد کوئی شریعت لانیوالا نبی نہیں۔

سید عبد الکریم صاحب کی شہادت

چوتھی شہادت عارف ربانی سید عبد الکریم جیلانی کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہٗ وکان محمد صلعم خاتم النبیین" (الانسان الکامل باب ۳۶) کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ اور اس وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوئے۔

ملا علی قاری کی شہادت

پانچویں شہادت حضرت ملا علی قاری کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ "قلت مع ھذا لو عاش ابراھیم وصار نبیاً وکذا لو صار عمر نبیاً لکان من اتباعہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فلا ینا قض قولہ خاتم النبیین اذا المعنی انہ لا یاتی نبی ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ" (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹) اگر حضرت رسول مقبول صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا صاحبزادہ ابراہیم اگر زندہ رہتا اور نبی بن جاتا۔ اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی بن جاتے۔ تو ان کا نبی بننا آیت خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کا یہ مفہوم ہے۔ کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو بدل دے۔ اور جو آپ کی امت سے نہ ہو۔

ولم یکن من امتہ کے الفاظ سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی آمد کی بھی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق آپ رسولا الی بنی اسرائیل ہیں۔ امت محمدیہ سے نہیں ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والے نبی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ آپ کی امت سے ہو۔

مولوی عبد الحی صاحب کی شہادت

چھٹی شہادت مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے۔ اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہوگا۔ وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا۔ پس بہر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے۔" (دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص۱۶)

مولوی محمد قاسم صاحب کی شہادت

ساتویں شہادت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"سو عوام کے خیال میں تو رسول مقبول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے۔ کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ اور پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" تحذیر الناس ص۳

پھر اسی کتاب کے ص۲۸ پر رقمطراز ہیں۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

نواب صدیق حسن صاحب کی شہادت

آٹھویں شہادت نواب صدیق الحسن خان صاحب کی ہے آپ لکھتے ہیں۔ "حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل ہے ہاں لا نبی بعدی آیا ہے۔ اس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہی ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاوے گا۔"
(اقتراب الساعۃ ص۱۶۲)

مجدد الف ثانی کی شہادت

نویں شہادت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل ۔ ۔ ۔ ۔ منافی خاتمیت او نیست" (مکتوبات جلد ۱ مکتوب ۲۷۱) کہ اگر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی غلامی سے آپ کے خادموں کو کمالات نبوت حاصل ہوں۔ تو یہ بات ختم نبوت کے خلاف نہیں

یہ حوالجات اس بات کو ظاہر وباہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ آئمہ دین اور بزرگان سلف کا یہ عقیدہ نہیں تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت بند ہو گئی ہے۔ ہاں شرعی نبوت بے شک بند ہو چکی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

پس یہ کہنا۔ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ اور یہ عقیدہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ غلط اور بے حقیقت دعوے ہے۔ اور بزرگان سلف اور آئمہ دین کے اقوال وعقائد سے ناواقفی کا نتیجہ۔ کیونکہ جیسا کہ اقوال آئمہ وبزرگان دین کے حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف شرعی نبوت بند ہوئی ہے۔ لیکن ایسی نبوت جو حضور کی متابعت اور غلامی سے ملے جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہے گی۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد انک حمید مجید

دوسرے مضمون میں انشاء اللہ العزیز آیت خاتم النبیین اور دیگر احادیث کا جواب پیش کیا جائے گا۔

خاکسار ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل سمبڑیالی

حدیث ثلاث کذبات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہم نے بارہا لکھا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری احمدیت کی مخالفت میں حد درجہ تلبیس باطل آرائی اور یہودیانہ تحریف سے کام لیتے ہیں۔ اور سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے اور فریب میں مبتلا کرنے کے لئے ایک صاف اور سیدھی بات کو عمداً غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اور دیانت وامانت خوف خدا اور خشیت الٰہی کو دل سے نکال کر اس سے وہ نتائج اخذ کرتے ہیں جو وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حقیقت میں اس سے نہیں نکل سکتے اس کی ایک تازہ مثال سنئے۔

اہل حدیث ۲۳ فروری میں اللہ تعالٰے کے راستباز مرسل اور صدیق نبی ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ شرمناک الزام لگایا گیا تھا۔ کہ آپ نے نعوذ باللہ تین جھوٹ بولے۔ اس پر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے ایک مضمون الفضل میں شائع کرایا۔ جس میں عقلی ونقلی دلائل کے رو سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ یہ الزام سراسر ناپاک اور غلط ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قطعاً کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ چونکہ ان دلائل کو رد کرنا مولوی ثناء اللہ صاحب کی طاقت سے باہر ہے۔ اور دیانتداری کے ساتھ حق بات کو مان لینے کی سعادت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی پاداش میں آپ محروم ہو چکے ہیں۔ اس لئے آپ نے ۲۷ جولائی کے پرچہ میں یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک "حدیث ابراہیمی پر اعتراض کرنے والا خبیث متکبر اور شیطان ہے" اسی کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عبارت کو سیاق وسباق علیحدہ کر کے اس میں سے چند فقرات نقل کر دیئے ہیں۔ ہم مولوی صاحب کے اس دھوکہ سے پبلک کو آگاہ کرنے کے لئے حقیقت حال پیش کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں۔

"شیخ صاحب بٹالوی نے پھر اس پرچہ کے ص۲۲ میں اس عاجز پر یہی الزام لگایا ہے۔ کہ دروغ سے آپ کی کوئی تحریر خالی نہیں۔ سچ ہے۔ انسان جس وقت باعث تکبر اور حسد کے پردوں کے نابینا ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کو ظلمت ہی ظلمت نظر آتی ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ یہ الزام کچھ نئے نہیں خدا تعالٰے کے نیک بندے جس قدر دنیا میں آئے۔ بدطینتوں نے ان پر یہی الزام لگائے۔ کہ یہ جھوٹے ہیں۔ کذاب ہیں۔ مفتری ہیں شہوت پرست ہیں۔ مالخور ہیں۔ لیکن جب دنیا ان دونوں گروہ میں فیصلہ نہ کر سکی۔ تب آخر اس نے جس کی نظر دلوں کے پاتال تک پہنچی ہے۔ اپنے آسمانی فیصلہ سے روز روشن کی طرح دکھلا دیا۔ کہ کون کذاب اور کون صادق ہے۔ سو اس وقت میں ضروری نہیں سمجھتا کہ بار بار اپنے صدق کے ثبوت پیش کروں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ جس پر میرا بھروسہ ہے۔ اور جو میری اندرونی حالتوں کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ وہ آپ فیصلہ کرے گا۔ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ایک زمانہ تک ہمارے سید ومولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار نابکار سے کیا کچھ اپنے نام سنے۔ ان پر کس قدر بیجا تہمتیں لگائی گئیں۔ لیکن چونکہ وہ سچے تھے۔ اور خدا ان کے ساتھ تھا۔ اس لئے آخر کار مخفی نہ رہ سکے۔ اور آسمان نے بڑی قوت کے ساتھ ان نوروں کو ظاہر کرنے کے لئے جوش مارا۔ تو سب مکذب ایسے نابود ہوئے اور لپیٹے گئے۔ جیسے کوئی کاغذ کا تختہ لپیٹ دیوے۔ یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بے ہودہ اور شرک کا کام تھے۔

بقیہ دیکھو ص۱۰

مذاہب غیر

متھرا سے انتقال مکان اور کرشن جی کی شادی

کنس کے قتل کا انتقام لینے کی تیاریاں

کرشن جی کے ہاتھوں کنس کے قتل کا واقعہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر کرشن جی تحصیل علم کے لئے چلے گئے۔ اس زمانہ میں "بھارت ورش" کا سب سے زبردست حکمراں جراسندہ نامی تھا۔ جس نے ملک کے تمام فرماں رواؤں کو مطیع کر کے شاہنشاہ کا لقب اختیار کر رکھا تھا۔ اس کی دو لڑکیاں کنس کی بیویاں تھیں۔ اس نے جب کنس کے قتل کی خبر سنی۔ تو آگ بگولا ہو گیا اور فیصلہ کیا۔ کہ وہ پوری طاقت کے ساتھ متھرا پر چڑھائی کرے گا۔ اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر یادو بنس خاندان کو تہس نہس کر دے گا جراسندہ کی چڑھائی کی خبر سن کر متھرا والوں نے کرشن جی کو اطلاع دی۔ چونکہ یہ سارا جھگڑا در حقیقت انہی کی وجہ سے تھا اس واسطے وہ اپنے بھائی کے ساتھ اہل متھرا کی امداد کے لئے جراسندہ کی فوج سے قبل وہاں پہنچ گئے۔

جراسندہ کی فوج کشی

جراسندہ کی فوج کشی کے پورانوں میں نہایت عجیب و غریب قصے درج ہیں۔ چنانچہ وشنو پوران میں لکھا ہے۔ کہ اس کے ساتھ ۲۳ اکشونی فوج تھی۔ اور ایک اکشونی ایک لاکھ ۹ ہزار تین سو پچاس پیادوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ۶۵۶۱۰ سوار تھے۔ اکیس ہزار آٹھ سو ستر ہاتھی تھے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کہ یہ بیان کہاں تک درست ہے۔ بہر حال یہ ثابت ہے کہ اس نے بڑی تیاری کے ساتھ حملہ کیا۔ لیکن کرشن جی اور ان کے بھائی بلرام جی مدافعت میں ایسی بے جگری اور جوش کے ساتھ لڑے کہ اگرچہ اہل متھرا کی تعداد غنیم کے مقابل میں نہایت قلیل تھی۔ تاہم جراسندہ کو سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس نے اٹھارہ بار متھرا پر فوج کشی کی۔ مگر ہر بار زک اٹھائی اور پسپائی پر مجبور ہوا۔

متھرا سے انتقال اور دوارکا کی بنیاد

اس قدر پے در پے ناکامیوں کے باوجود جراسندہ کا غصہ فرو نہ ہوا۔ اس نے اپنے تمام باجگذار راجاؤں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ بلکہ وحشی اقوام کے ایک راجہ کی بھی امداد حاصل کی۔ اور وحشی اقوام کے خونخوار ملیچھوں کی ایک بھاری تعداد کو ساتھ لے کر پھر متھرا کی طرف بڑھا۔ اگرچہ اہل متھرا اس وقت تک نہایت شجاعت کے ساتھ اپنی حفاظت کر رہے تھے۔ لیکن ان مسلسل حملوں نے ان کو بہت کچھ کمزور دیا تھا۔ اب جو انہوں نے اس نئی آفت کی خبر سنی۔ تو دل ہار بیٹھے اور فیصلہ کیا۔ کہ وحشیوں کے ساتھ مقابلہ مشکل ہے۔ اس لئے متھرا کی سکونت ترک کر کے کسی محفوظ مقام پر پناہ لینی چاہیئے۔ چنانچہ وہ جس قدر مال و دولت اور متاع و اسباب اٹھا سکے۔ اپنے ساتھ لے کر متھرا سے نکل گئے۔ گجرات کاٹھیاواڑ میں پہنچے۔ اور وہاں ایک مقام کشتی سیلی نام کو رہائش کے لئے منتخب کیا کرشن جی نے وہاں ایک جزیرہ میں شہر دوارکا کی بنیاد رکھی۔ جو اب تک موجود اور ہندوؤں کا مقدس تیرتھ ہے۔ اس جگہ یادوں نے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ اس شہر کے ارد گرد پہاڑی سلسلہ کوہستان کا رقبہ تین "یوجن" تھا۔ (ایک یوجن چار کوس کے برابر ہوتا ہے) ہر "یوجن" میں ۱۲ چھاؤنیاں اور سو دروازے رکھے گئے۔ اور ہر دروازہ پر مسلح سپاہی حفاظت کے لئے ہر وقت موجود رہتے۔

کرشن جی کا عشق

دوارکا کی آبادی کے بعد جب امن ہوا۔ تو کرشن جی کو شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ کے بڑے بڑے عقیدتمندوں کی تحریر کردہ سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برار میں ایک راجہ بھیشمک نامی حکومت کرتا تھا جس کی لڑکی رکمنی چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھی۔ کرشن جی کے کانوں میں جب اس کے حسن و جمال کی بھنک پڑی۔ تو آپ نادیدہ عاشق ہو گئے۔ اور پوران ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ رکمنی بھی کرشن جی کی شہرت کے باعث ان پر فریفتہ تھی۔ اور دونوں کی خواہش تھی۔ کہ ان کی شادی ہو جائے۔ مگر دقت یہ تھی۔ کہ رکمنی کا باپ بھیشمک جراسندہ کا باجگذار تھا اور اس سے بہت ڈرتا تھا اس وجہ سے وہ کرشن جی کے ساتھ کوئی تعلق پیدا کر کے خواہ مخواہ اپنے لئے مصیبت سہیڑنے پر آمادہ نہ تھا۔ لہذا اس نے رکمنی کی نسبت جراسندہ کے سپہ سالار راجہ ششوپال سے کر دی۔

رکمنی کی شادی

شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ اور ششوپال بارات لے کر پہنچ گیا۔ پوران بتاتے ہیں۔ کہ جب کرشن جی کو اس کا علم ہوا تو وہ بھی بعض دوستوں کو ساتھ لے کر راجہ بھیشمک کے دارالسلطنت میں پہونچ گئے۔ اور جب رکمنی مندر سے ہو کر اپنے گھر جا رہی تھی۔ تو اسے زبردستی لے بھاگے۔ بعض پورانوں کی کتھا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رکمنی نے خود ہی کرشن جی کو پیغام بھیج کر بلایا تھا۔ اور خود ہی ان کے لئے سہولت بہم پہونچانے کی غرض سے اپنے والد سے اجازت لے کر مندر میں جانے کے بہانے سے باہر آئی۔ اور پھر ان کے ساتھ ہی فرار ہو گئی۔ رکمنی کے بھائی رکمن کو جب اس کا علم ہوا۔ تو وہ آگ بگولا ہو گیا۔ اور بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ کرشن جی کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ آخر ان کو رستہ میں آن لیا۔ سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ جس میں رکمن کو شکست فاش ہوئی۔ اور قریب تھا۔ کہ وہ مارا جاتا مگر رکمنی نے سفارش کر کے اس کی جان بخشی کرا دی۔ اس طرح کرشن جی رکمنی سے شادی کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور "راکشس ریتی" سے شادی کر لی۔ آپ کا لڑکا پردیمن اسی رکمنی کے بطن سے تھا۔

راکشس بواہ

ویدک دھرم میں اس قسم کی شادیوں کا جواز پایا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے بواہ آٹھ قسم کے ہیں۔ جنہیں پنڈت دیانند جی نے بھی ستیارتھ پرکاش میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک بواہ راکشس ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جب کوئی کھتری کسی لڑکی کو اس کے متعلقین کی رضامندی کے خلاف زبردستی یا چوری اٹھا کر یا بھگا کر لے جائے۔ اور پھر اس سے شادی کرے۔ تو یہ راکشس بواہ کہلاتا ہے۔

کرشن جی کی بہن کا راکشس بواہ

پورانوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کرشن جی کی سگی بہن سبھدرا کا بواہ بھی اسی طرح ہوا تھا۔ ارجن دوارکا میں کرشن جی سے ملنے آیا۔ اور ایک میلہ میں آکر سبھدرا کو دیکھا اس نے کرشن جی سے اس کے لئے درخواست کی۔ کرشن جی اگرچہ اس پر رضامند تھے۔ لیکن بعض خانگی پیچیدگیوں کی وجہ سے سیدھے طور پر رشتہ قائم کرنے میں بعض روکاوٹیں انہیں نظر آتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے خود ارجن کو یہ مشورہ دیا۔ کہ سبھدرا کو زبردستی اٹھا کر لے جائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس پر اہل دوارکا سخت جوش میں آئے۔ اور ارجن کا تعاقب کر کے اسے قرار واقعی سزا دینے کا عزم بالجزم کیا۔ کرشن جی یہ صورت دیکھ کر بہت گھبرائے۔ اور اگرچہ اپنے خاندان والوں کو یہ تو نہ بتایا کہ یہ سب کچھ میرے مشورے سے ہوا ہے۔ تاہم بلطائف الحیل ان کو اس ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہو گئے

خلاف فطرت فعل

اگرچہ بتایا جاتا ہے۔ کہ ویدک دھرم نے ایسی شادی کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن فطرت انسانی پکار پکار کر اس کی

فضیلت اسلام

نجات اسلامی کے خصائص

نجات اور فلاح میں امتیاز

تعلیم اسلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گو نجات ایک اچھی چیز ہے۔ مگر اسلام اس سے آگے لے جانا چاہتا ہے۔ اور وہ فلاح کا مقام ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ نجات کا لفظ قرآن کریم میں جہاں استعمال کیا گیا ہے۔ وہاں کسی دکھ اور مصیبت سے بچ جانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔ مالی ادعوکم الی النجاۃ وتدعوننی الی النار دوسری جگہ آتا ہے۔ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا اس جگہ بھی تخفیف یعنے آگ کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے پر نجات کا لفظ بولا گیا ہے۔ مگر مومن کا مقصد نجات نہیں۔ بلکہ فلاح قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے مومن کو مفلح کہا ہے۔ اور فرمایا لایفلح الساحر حیث اتی یعنی کفار فلاح حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن چونکہ عذاب نار سے بچ کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرلینے کو اہل مذاہب کی زبان میں عموماً نجات کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے اصطلاحاً اسلامی فلاح کو بھی نجات سے تعبیر کرتے ہوئے وہ خصائص بیان کئے جاتے ہیں۔ جو اسلامی نجات سے مختص ہیں ؛

اسلامی نجات کی پہلی خصوصیت

پہلی خصوصیت اسلامی نجات میں یہ ہے۔ کہ وہ اسی جہان سے انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا۔ کہ نجات مرنے کے بعد حاصل ہوگی۔ بلکہ فرمایا۔ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ۔ جس شخص نے اس جگہ خدا تعالیٰ کی معرفت کی بینائی حاصل نہ کی۔ اور اس کے لقاء سے محروم رہا۔ وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھیں اسی جہان میں انسان کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ پس اسلامی نجات اسی دنیا سے شروع ہوتی۔ اور نجات یافتہ کو اسی جگہ جنت میں داخل کیا جاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ دوسری جگہ فرمایا۔ للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ولدار الآخرۃ خیر ولنعم دار المتقین۔ پس اسلام کی پیشکردہ نجات اسی دنیا میں مومن کو حاصل ہوتی۔ اور وہ اسی حیات چند روزہ میں نجات کے اثمار شیریں سے حظ اٹھانے لگ جاتا ہے

دوسری خصوصیت

دوسری خصوصیت یہ ہے۔ کہ اسلامی نجات میں اکثریت کا اعتبار کیا جاتا ہے چونکہ انسان کمزور ہے۔ اور اس سے غلطیاں اور قصور بھی سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کے ماتحت گناہ انسان کو ابدی سعادت سے محروم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اس حقیقت کو ان الفاظ بیان کیا ہے۔ فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ راضیۃ واما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ۔ یعنی جس کے نیک اعمال زیادہ ہوں گے۔ وہ خاطر خواہ آرام میں ہوگا۔ اور جس کے نیک اعمال کم ہوں گے۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون (الاعراف ع ۱) ایک اور جگہ فرمایا۔ الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ

تیسری خصوصیت

تیسری خصوصیت اسلامی نجات میں یہ ہے۔ کہ نجات تمام انسانوں کا حق قرار دیا گیا ہے۔ یہ نہیں۔ کہ زید تو نجات پا جائے اور بکر نہ پائے۔ بلکہ ہر فرد و بشر کو آخر کار نجات حاصل ہو جائے گی چنانچہ قرآن کریم میں بندہ کی پیدائش کی غرض یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میرے عبد بن جائیں۔ جب ہر انسان پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ وہ عبد بنے۔ تو ضرور ہے۔ کہ ہر بندہ اس غرض کو پورا کرنے والوں میں شامل ہو۔ دوسری جگہ اس کی یوں تشریح کی ہے۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنے اے نفس مطمئنہ میرے بندوں میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ بندہ بننے کا لازمی نتیجہ جنت ہے۔ اور جبکہ ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو ضرور ہے ہر انسان کسی نہ کسی وقت عبد بنے۔ اور اپنے مولیٰ کی جنت میں داخل ہو جائے ؛

پھر فرماتا ہے۔ ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئاً۔ وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بھا وکفیٰ بنا حاسبین۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ اگر کسی نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی۔ تو اس کا محاسبہ کیا جائیگا۔ اور اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ لیکن اگر گناہوں کی وجہ سے انسان ابدالآباد کے لئے جہنم میں چلا جائے۔ تو نیکیوں کا بدلہ کیا پائے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسی وقت وہ دوزخ سے نکل کر نجات پا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جائے۔ پس اسلامی تعلیم کے مطابق گنہگار بلکہ کافر کی بھی آخر نجات ہے۔ اس کا ایک اور ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اما من خفت موازینہ فامہ ھاویہ۔ جن کو ان کے برے اعمال کی وجہ سے سزا دی جائے گی۔ ان کی ماں ہاویہ ہوگی۔ وہ اس کے پیٹ میں ڈالے جائیں گے۔ گویا ماں کے پیٹ میں جس طرح بچہ کو دنیا کی زندگی حاصل کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح جہنم میں روحانی زندگی کے قابل بنایا جائے گا۔ عقلاً غور کرنے سے بھی اسی امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات غضبیہ اس کی رحمت والی صفات پر غالب ہیں۔ پس ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی صفت اس کی غضبی صفت پر غالب آجائے۔ اور ہر انسان نجات پا جائے۔

چوتھی خصوصیت

چوتھی خصوصیت اسلامی نجات میں یہ ہے۔ کہ یہ عارضی نہیں۔ بلکہ دائمی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات فلھم اجر غیر ممنون۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے۔ اور اعمال صالحہ بجا لائے۔ انہیں غیر منقطع اجر ملے گا۔ پھر فرمایا۔ لا یمسھم فیھا نصب وما ھم منھا بمخرجین۔ جنتیوں کو جنت میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ ایک اور جگہ اسی کو عطاءً غیر مجذوذ قرار دیا گیا ہے۔ پس اسلامی نجات ایسی نہیں۔ جو واپس لے لی جائے۔ بلکہ مومن ابدی اور دائمی نجات کے وارث ہوں گے

محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ

کہا جاتا ہے۔ کہ محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ کس طرح مل سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب مومن کی روح اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے کھڑی ہوتی ہے۔ تو وہ یہ نہیں کہتی کہ میں اتنے دنوں یا اتنے سال تک فرمانبرداری کروں گی۔ بلکہ وہ دائمی وفاداری کا اقرار کرتی ہے۔ اگر اس عہد کے پورا کرتے ہوئے انسان پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ تو اس میں روح کا کیا قصور۔ اسے تو بہرحال اس کی نیت کے مطابق غیر محدود بدلہ ملنا چاہئے دوسری بات یہ ہے۔ کہ نجات قلبی پاکیزگی کا نام ہے۔ جب یہ طہارت انسان کو حاصل ہو جائے۔ تو پھر اس سے گرانا بالکل بے انصافی ہے۔ اور عقلاً اسی صورت میں انعام چھینا جا سکتا ہے۔ جب انعام پانے والے میں برا تغیر پیدا ہو جائے مگر جب جنت میں برا تغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ تو نجات چھینی بھی نہیں جا سکتی۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ نجات اللہ تعالےٰ کے فضل پر منحصر ہے بے شک انسانی اعمال محدود ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل کو محدود قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس اگر خدا تعالےٰ غیر محدود فضل کر سکتا ہے تو دائمی نجات بھی دے سکتا ہے۔

پانچویں خصوصیت

پانچویں خصوصیت اسلامی نجات کی یہ ہے۔ کہ اس میں مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہیں روا رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون

بقیہ صفحہ ۶

جیسا کہ حضرت موسٰے علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا۔ اور پھر اپنے تصرف میں لانا۔ اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا۔ اور اس کا عطر پیشکردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا۔ استعمال کرنا۔ اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغگوئی میں داخل تھا۔ پھر اگر کوئی تکبر اور خودرائی کی راہ سے اس بناء پر حضرت موسٰے کی نسبت یہ کہے۔ کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے۔ کہ وہ طائفہ کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا۔ حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے۔ کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے۔ اس کی وجہ ان کی دروغگوئی ہے۔ تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔ پھر لکھا ہے۔ "اگر خلیل اللہ کے کلمات کی طرح ہمارا کوئی کلمہ کسی نادان کی نظر میں بصورت دروغ معلوم ہو۔ تو یہ اس کی نادانی ہوگی جو اس کو رسوا کرے گی۔"

عبارت صاف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق ان الزامات کی تردید کر رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ یہ سمجھنے والے کی نادانی ہے۔ ناسمجھی ہے۔ اس کے مادہ اور خمیر کی پلیدی ہے۔ ایسا شخص خبیث۔ متکبر اور شیطان ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس سے یہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ جو شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ نہ رکھے۔ کہ انہوں نے نعوذ باللہ تین بار جھوٹ بولا وہ خبیث شیطان اور متکبر ہے۔ کس قدر بد دیانتی اور کتنا دھوکا ہے۔ سچ ہے ان لوگوں کے قلوب سے خوف خدا بالکل نکل چکا ہے۔

کمیٹی محلہ دارالانوار کا اعلان

(۱) حسب قواعد دارالانوار کمیٹی آئندہ کی قسط بجائے ۲۵ روپیہ کے ۲۸ روپیہ آنی چاہیئے۔ کیونکہ اس ماہ میں تین روپے اخراجات متفرقہ کے بھی وصول ہونے ہیں۔ (۲) جن دوستوں کو ۵ فی صدی سے زائد رقم ادا کرنی ہے۔ وہ اپنے ماہوار حصہ کے علاوہ زائد رقم بھی [illegible] کا ہر ایک ایسے حصہ دار سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ یکم فروری [illegible] سے قبل ارسال کر کے ممنون احسان کریں۔ (۳) دارالانوار میں قطعہ [illegible] بی کلاس اس میں کنواں بھی ہے۔ [illegible] بی کلاس [illegible] کلاس [illegible] اے کلاس [illegible] ڈی کلاس [illegible] ڈی کلاس [illegible] ڈی کلاس خالی ہیں جو احباب چاہیں لے لیں۔ نئے حصہ دار بھی شامل ہو سکتے ہیں۔
سیکرٹری دارالانوار کمیٹی قادیان

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن

پر

مسلمانان پونچھ کا اظہار اعتماد

۸ ساون ۱۹۹۱ کو زیر صدارت مسٹر عبد الرحیم صاحب پریذیڈنٹ ینگ مسلم ایسوسی ایشن عیدگاہ میں بعد نماز مغرب مسلمانان پونچھ کا جلسہ عام زیر اہتمام ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن منعقد ہوا۔ مسٹر غلام احمد صاحب جنرل سیکرٹری آل جموں و کشمیر مسلم پولیٹیکل کانفرنس ڈسٹرکٹ پونچھ نے حالات حاضرہ پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ اور سابقہ حالات و موجودہ مناقشات کا جو کچھ عرصہ سے مسلمانان پونچھ کے مابین رونما ہو چکے ہیں نقشہ کھینچا۔ نیز سابق آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بروقت قانونی و مالی امداد کا پرزور لہجہ میں اعتراف کیا۔ جس کا پبلک پر گہرا اثر ہوا۔ مقرر نے مسلمانان پونچھ پر صریح الفاظ میں واضح کیا کہ جب تک ہم یک جہتی اور اندرونی تنظیم کو مضبوط نہ کریں گے۔ اور مذہبی مناقشات کو بالائے طاق رکھ کر حقیقی طور پر حصول مطالبات کے لئے کوشش نہ کریں گے۔ تب تک ہماری عقدہ کشائی ہونی ناممکن ہے۔ اور اس حصول مقصد کے لئے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کی امداد اور رہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ جس پر تمام پبلک نے بآواز بلند کہا۔ کہ آئندہ بھی آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کو مسلمانان پونچھ کی طرف سے حق نمائندگی دیا جائے۔ چنانچہ اتفاق رائے سے حسب ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے۔

(۱) قرار پایا کہ موجودہ وقت جو کہ پہلے سے بھی زیادہ نازک صورت اختیار کر رہا ہے۔ اور ہمارے جائز اور آئینی مطالبات جو منظور ہو چکے ہیں۔ ان کے متعلق تا حال عمل درآمد نہیں ہوا۔ اور وہ مطالبات جو سرکار والا مدار پونچھ کے زیر غور ہیں۔ ان کے حصول کے لئے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر کامل اعتماد رکھتے ہوئے حق نمائندگی دیا جاتا ہے۔ اور استدعا کی جاتی ہے۔ کہ وہ جائز اور آئینی طریق سے مسلمانان پونچھ کا حق نمائندگی ادا کر کے مسلمانان پونچھ کو شکر گذاری کا موقعہ دے۔

(۲) قرار پایا۔ کہ مسلمانان پونچھ کے مطالبات کے حصول کے لئے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کو یہ حق دیا جاتا ہے۔ کہ وہ سرکار والا مدار پونچھ سری حضور مہاراجہ بہادر حضور وائسرائے بہادر تک پوری پوری جدوجہد جاری رکھتے ہوئے مسلمانان پونچھ کو مزید موقعہ شکر گذاری دے۔

(۳) قرار پایا کہ ریزولیوشنز سری راجہ صاحب بہادر پونچھ مہاراجہ بہادر و پرائم منسٹر، ریونیو منسٹر و صدر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس صدر آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن لاہور اور مسلم پریس میں بھیجے جائیں۔ خاکسار جنرل سکرٹری

رام پور (پونچھ) میں تبلیغ اسلام

رام پور (پونچھ) ۲۷ جولائی ۱۹۳۴ء حبیب احمد صاحب حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں۔

جمعہ کے روز حسام الدین صاحب احمد جان صاحب اور نور احمد صاحب اوورسیر محکمہ زراعت نماز میں شریک ہوئے عبد الکریم خان صاحب یوسف زئی نے خطبہ میں انبیاء اور اس زمانہ کے روحانی پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت اور آپ کی اطاعت کے متعلق ذمہ داریوں کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا۔ بعض لوگوں نے احمدیت کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ دو تین آدمی شرارت کی نیت سے عین خطبہ اور نماز کے دوران میں مسجد کے اندر گھس آئے۔ مگر شرارت کرنے میں ناکام رہے۔ خوف خدا رکھنے والے مسلمانوں نے ان کے اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ تبلیغ کا کام ترقی پر ہے۔ احباب کامیاب تبلیغ کے لئے دعا کریں۔

تبلیغی لٹریچر کی ضرورت

رام پور (پونچھ) ۳۰ جولائی ۱۹۳۴ء حبیب احمد صاحب حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں۔

میں اور عبد الکریم خان صاحب انشاء اللہ بہت جلد ہی گلگت جانیوالے ہیں۔ جن دوستوں کے پاس ضرورت سے زیادہ تبلیغی لٹریچر ہو وہ مہربانی کر کے معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب رام پور مجھے ارسال کر دیں۔ یہ سفر قریباً چار سو میل کا ہے۔ اور مختلف الخیال باشندوں میں تقسیم لٹریچر کا یہ سنہری موقعہ ہے۔ احباب دعا کریں۔ یہ سفر بخیر و خوبی ختم ہو۔

اعلان

(۱) پرائیویٹ طور پر اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک جگہ ایک ایم بی بی۔ ایس یا ڈی پی۔ او کی بطور اسسٹنٹ ہیلتھ آفیسر فوری ضرورت ہے۔ ضرورتمند اپنی درخواستیں بہت جلد مجھے بھیج دیں۔ تنخواہ کی جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ درخواست کے ہمراہ ۲ آنے کے ٹکٹ آنے ضروری ہیں۔ (۲) احباب کی عام اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جب کبھی بھی امور عامہ کی طرف سے کسی آسامی کے متعلق اخبار میں اعلان کیا جائے۔ تو درخواست کنندگان اپنی درخواستوں میں ہرگز اخبار الفضل یا امور عامہ کا ذکر نہ کیا کریں۔ صرف یہ لکھا جائے۔ کہ ہمیں علم ہوا ہے۔ کہ آپ کے محکمہ میں ضرورت ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

نوجوانوں کیلئے ایک نمونہ

حصول ملازمت کے واسطے ایک تجویز

(رقم زدہ ۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب از سری نگر)

جب عاجز محکمہ امور خارجہ کا ناظر تھا۔ تو میں نے چند مضامین کاٹیج انڈسٹری اور بے کاروں کے واسطے صنعتی کاموں پر لکھے تھے۔ معلوم نہیں کسی بھائی نے ان سے کچھ فائدہ اٹھایا یا نہیں۔ مگر حال میں ایک انٹرنس پاس احمدی نوجوان چراغ دین نام ساکن ضلع گوجرانوالہ نے مجھے اپنے حالات مفصل لکھے ہیں۔ کہ کس طرح محنت و مشقت کے بعد اب وہ احمد آباد کے ایک کارخانہ میں پینتالیس روپیہ ماہوار پر ملازم ہے۔ چونکہ اس کے حالات سے دوسروں کے واسطے اچھا نمونہ قائم ہوسکتا ہے۔ اس واسطے میں اس کے خط کے اس حصہ کو اشاعت کے واسطے اخبار میں بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔

بندہ میٹریکولیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ ڈائینگ اینڈ کیلیکو پرنٹنگ انسٹی ٹیوٹ شاہدرہ متصل لاہور فورمین ڈائر کلاس میں داخل ہوا۔ ہماری کلاس کے بیس طلباء تھے۔ چونکہ کورس بالکل نیا اور مشکل تھا۔ اس لئے چھ ہی مہینہ میں طلباء صرف دس رہ گئے۔ ان میں سے صرف میں میٹرک تھا۔ باقی سب ایف۔ ایس۔ سی اور بی۔ ایس۔ سی پاس یا فیل تھے۔ میں باوجود ان کے مقابل ایک معمولی لیاقت رکھنے کے خدا کے فضل سے دن رات محنت میں مصروف رہا۔ اس طرح ہمارے دو سال گذر گئے۔ پھر ہمارا فائنل امتحان ہوا۔ جس میں پہلے پانچ لڑکے گورنمنٹ کی طرف سے دوسرے کارخانوں میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ کے خرچ پر بھیجے جانے تھے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ان پانچ لڑکوں میں میرا بھی نام آگیا۔ سو خاکسار احمد آباد گجرات جنوبی ہند میں مزید تعلیم کیواسطے بھیجا گیا۔ میں تو یہاں پہنچ گیا۔ مگر دوسرے لڑکے اس خیال سے نہ آئے کہ یہاں مزدوروں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے صرف ایک لڑکا آیا۔ وہ بھی احمدی ہے۔ یہاں میں نے چار ماہ تک مل میں ٹریننگ حاصل کی پھر اس مل کے منیجر صاحب سے جس میں اب کام کر رہا ہوں ملا۔ انہوں نے کہا۔ کوئی جگہ ہمارے پاس خالی نہیں ہے۔ ہاں ہماری کیلیکو چھاپنے کی مشین آرہی ہے۔ اس وقت تم کو موقعہ دیا جائے گا۔ میں نے کہا۔ آپ مجھے فی الحال مزدوروں میں بھرتی کرلیں۔ سو میں مزدور بھرتی ہوگیا۔ چونکہ یہ احمد آباد۔ بمبئی وغیرہ کی ملوں میں سب سے اعلیٰ مل تھی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ کتابی علم تو مجھے آتا ہے۔ مگر عملی کام اور مشینوں کے کام سے ناواقف ہوں۔ بغیر مزدوری کا کام کئے نہیں آسکتا۔ اس لئے خاکسار نے تین چار ماہ تک مزدوروں کے ساتھ کام کیا اور کسی کو پتہ نہ دیا۔ کہ کام سیکھتا ہوں۔ کیونکہ کارخانہ کے مزدور کسی پڑھے لکھے کو نزدیک نہیں آنے دیتے۔ پھر خدا کے فضل سے ڈائنگ ماسٹر صاحب کو پتہ لگ گیا۔ کہ یہ خواندہ آدمی ہے۔ کتابی علم بھی رکھتا ہے اس لئے اس نے کارخانہ کا کیمیاوی کام مثلاً آزمانا مقابلہ کرنا وغیرہ مجھے دیا۔ اور میرے کام سے بہت خوش ہوا۔ پھر مجھے جب پرنٹنگ مشین آگئی۔ وہاں لگا دیا۔ اور مبلغ ۔۔ روپیہ تنخواہ دی۔ جب مزدور لگا تھا۔ اس وقت مبلغ ۔۔ روپیہ تنخواہ تھی۔

اس طرح مجھے یہاں کام کرتے ہوئے اڑھائی سال ہوگئے ہیں۔ خدا کے فضل سے ہر طرح کے کام میں مہارت حاصل کرچکا ہوں۔ اس سال میری ترقی ہونے والی تھی۔ جو عام تخفیف کے سوال کے سبب زیر غور ہے۔ جہاں آدمی کام سیکھے۔ وہاں ترقی کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ یہاں پر جو ملز ہیں۔ سب میں عموماً دکن کی طرف کے ماسٹر لگے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے آدمی ٹرینڈ کرتے ہیں۔ اور جب کسی مل سے جواب ملتا ہے۔ پھر اپنے آدمی بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ دوسرے کو بالکل گھسنے نہیں دیتے۔ اب تک تو بطور امیدوار ہی تھا۔ مگر اب یہاں کسی دوسری مل میں انشاء اللہ ضرور اچھا موقعہ مل جائے گا۔ امیدواری کے زمانے میں صرف چار ماہ بطور مزدور کام کیا۔ باقی چھ ماہ کیمیاوی کام پھر بطور اسسٹنٹ رہ کر ہر ایک کام اچھی طرح سے سیکھ لیا ہے۔

نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ سکول سے نکل کر کام چلانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ سال یا دو سال کسی کارخانہ میں بطور امیدوار کام کیا جائے۔ آپ نے دریافت کیا ہے۔ کہ آیا اس کارخانہ میں امیدوار رکھے جاتے ہیں۔ یا نہیں۔ سو عرض ہے کہ صرف ایک حصہ میں حسب ضرورت امیدوار رکھے جاتے ہیں۔ اور ان کو تنخواہ بھی دی جاتی ہے۔ ایک دوسرے امیدوار وہ ہوتے ہیں۔ جو بطور مزدور بھرتی ہوکر کام سیکھتے رہتے ہیں۔ اور جگہ خالی ہونے پر ملازم رکھ لئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی احمدی لڑکا مزدوروں میں سر دست بھرتی ہونا چاہے۔ تو میں کرا سکتا ہوں۔ شاہدرہ میں جو جماعتیں ہیں۔ وہاں بھی احمدیوں کو داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(راقم:۔ چراغ دین از احمد آباد)

انبالہ شہر میں تبلیغ احمدیت

۲۱ ؍ جولائی شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل نے انجمن احمدیہ انبالہ شہر کے جلسہ منعقدہ مسجد احمدیہ میں فضائل حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دلچسپ تقریر کی۔ پھر وفات عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی آپ کی تقریر ہوئی۔ بعدہ سوال و جواب کا سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ شیخ عبد الحکیم صاحب گجراتی سکرٹری تبلیغ اسلام انبالہ شہر نے کہا۔ کہ اگر واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ تو مولوی صاحب حلف اٹھائیں ہم ایمان لے آئیں گے۔ نیز مبلغ پچاس روپیہ بطور انعام دیں گے۔ لیکن باوجود حلفیہ بیان دینے کے گجراتی صاحب نے وعدہ پورا نہ کیا۔

۲۲ ؍ جولائی بابو محمد بخش صاحب احمدی نے شہر کے کئی ایک معزز ہندو و غیر احمدی اصحاب کو دعوت طعام دی۔ اور ان کو پیغام حق پہنچایا۔ اسی رات کو مسجد احمدیہ میں پھر جلسہ منعقد ہوا۔ شیخ مبارک احمد صاحب نے اپنی تقریر سے پہلے ایک شیعہ واعظ صاحب کے چند اعتراضات کے جوابات دیئے۔ اور پھر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق تقریر کی۔ آپ نے خاتم النبیین کی تفسیر بہت ہی عمدہ پیرایہ میں بیان کی۔ مولوی عبد القادر صاحب روپڑی کے ساتھ ایک گھنٹہ مناظرہ ہوا۔ مگر مولوی صاحب سوائے بدزبانی کے پیش کردہ دلائل کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

۲۳ جولائی۔ شیخ مبارک احمد صاحب نے دوبارہ اجرائے نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق تقریر کی۔

بعدہ آدھ گھنٹہ تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ ؎

(نامہ نگار)

اندرون قصبہ میں ایک مکان نیلام ہوتا ہے

ایک مکان اندرون قصبہ میں میاں فضل الدین صاحب زرگر کا بتاریخ ۲۳ر اگست ۱۹۳۶ء بروز اتوار نیلام ہوگا۔ جس کی مکانیت و حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ شمالاً شارع عام جنوباً سفید زمین خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب شرقاً مکان میاں نظام الدین صاحب ٹیلر غرباً مکان میاں جھنڈو و عبداللہ ارائیں یہ مکان دو منزلہ ہے۔

نچلی منزل میں ایک دوکان ۹×۱۰ فٹ	کل رقبہ مکان ۹۲۵ مربع فٹ
ڈیوڑھی ۸×۱۰ فٹ	
ایک صحن مسقف ۲۰×۱۶ فٹ	
ایک دالان ۱۲×۲۰ فٹ	
سیڑھیاں پختہ برائے بالاخانہ	

منزل دوم بالاخانہ

ایک کمرہ ۹×۱۰ فٹ۔ ایک دالان ۲۰×۱۲ فٹ و صحن سفید ۱۶×۲۰ فٹ یہ مکان ابھی ابھی نیا بنا ہے۔ دروازے سب رنگ کئے ہوئے ہیں۔ یہ مکان پختہ اور خوبصورت بنا ہوا مسجد مبارک اور مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں واقع ہے۔ جو دوست یہ مکان خرید کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ۲۳ر اگست ۱۹۳۶ء کی تاریخ کو ۱۰ بجے دن کے موقع پر حاضر ہو کر بولی دیں۔ نیلام کے ختم ہونے پر ¼ حصہ زر نیلام فوراً امور عامہ میں داخل کرنا ہوگا۔ اور بقیہ ¾ حصہ زر نیلام امور عامہ کی طرف سے منظور ہو جانے پر داخل کرنا پڑے گا۔ (ناظر امور عامہ)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کانگرس ورکنگ کمیٹی اور پارلیمنٹری بورڈ کا ۲۹ جولائی بنارس میں مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس کے دوران میں کمیونل ایوارڈ کے مسئلہ پر اختلاف کی بناء پر پنڈت مالویہ و مسٹر اینے نے پارلیمنٹری بورڈ سے استعفےٰ پیش کر دیا۔ دونوں استعفے بورڈ نے منظور کرتے ہوئے پنڈت مالویہ کی جگہ مولانا ابوالکلام آزاد کو قائم مقام صدر منتخب کیا۔

گاندھی جی نے ۲۹ جولائی بنارس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹری بورڈ کا مقصد یہ ہے کہ ایسے کانگرسی ارکان کو اسمبلی میں بھیجا جائے۔ جو وائٹ پیپر کو نامنظور کرائے۔ نمائندہ اسمبلی کو مدعو کرانے۔ سخت گیر قوانین کو منسوخ کرانے اور دیگر تعمیری اور قومی پروگرام پر عمل کرانے کے لئے پُر امن جدو جہد کریں۔

مہاراشٹر پارٹی کے متعلق بنارس سے ۲۹ جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ اس نے عنقریب ایک کانفرنس بلانے کا ارادہ کیا ہے۔ جس میں یہ فیصلہ کیا جائیگا۔ کہ کانگرس نے جب کمیونل ایوارڈ کی مخالفت کو اپنے پروگرام میں جگہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ تو اس صورت میں اس کو کیا پوزیشن اختیار کرنی چاہیئے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مہاراشٹر پارٹی کانگرس سے علیحدہ ہو جائے گی۔

ہٹلر اور مسولینی کی ملاقات کے سلسلہ میں روس کے ایک اخبار کے نامہ نگار مقیم روم کا بیان ہے۔ کہ یہ ملاقات ایک سازباز تھی۔ جو آسٹریا پر قبضہ کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ مسولینی اور ہٹلر چاہتے ہیں کہ آسٹریا خانہ جنگی کا شکار ہو جائے۔ اور وہ دونوں اس کے حصے بخرے کر لیں۔

امان اللہ خاں کے ایک بھائی کی گرفتاری کے لئے حکومت افغانستان کی طرف سے کئی ہزار روپیہ کا انعام رکھا گیا تھا۔ کیونکہ وہ قبائل میں حکومت کے خلاف بغاوت پھیلا رہا تھا۔ کابل سے ۲۸ جولائی کی ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔

وائنا سے ۲۸ جولائی کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ آسٹریا کی موجودہ بغاوت میں ۵۷ فوجی سپاہی ہلاک اور ۱۶۵ مجروح ہوئے۔ نازی ہلاک شدگان کی تعداد ان کے اپنے اندازہ کے مطابق دو سو ہے۔

نواب صاحب بھوپال کو ۲۸ جولائی ملک معظم نے شرف باریابی بخشا۔

مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر نے ۲۹ جولائی کی اطلاع کے مطابق سر برجور دلال نائٹ بارایٹ لاء کو ریاستی اسمبلی کا پریذیڈنٹ مقرر کیا ہے۔

ڈاکٹر عالم نے ۲۹ جولائی کو لاہور میں ایک انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فرقہ دارانہ معاملات میں کانگرس درست رویہ اختیار کرنے میں ناکام رہی ہے۔

شملہ سے ۲۴ جولائی کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا۔ اس کی تمام شاخوں تمام کمیٹیوں اور اس کی تمام سب کمیٹیوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔

پٹنہ سے ۲۷ جولائی کی اطلاع کے مطابق اخبار "سرچ لائٹ" کے نامہ نگار متعینہ مظفر پور کا بیان ہے کہ ہزاری باغ جیل کے سیاسی قیدیوں پر لاٹھی چارج ہوا جس سے کئی قیدی مجروح ہو گئے۔ ایک نے بھوک ہڑتال شروع کر دی ہے۔

ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے امرتسر کی ایک اطلاع کے مطابق ۳۰ جولائی کو اپنا ہفت روزہ برت توڑ دیا۔ برت توڑنے کی رسم بندے ماترم کا گیت گا کر ادا کی گئی۔

وی آنا سے ۳۰ جولائی کی اطلاع ہے کہ ڈاکٹر ڈولفس کو ہلاک کرنے اور چانسلر پر حملہ کرنے کے مقدمات کی سماعت کے لئے خاص عدالتیں مرتب کی گئی ہیں۔ جو ایک ایک جج اور تین تین فوجی افسروں پر مشتمل ہیں۔ ایک ملزم نے ڈولفس پر گولی چلانے کا اقبال کر لیا ہے۔

ہالینڈ کے متعلق لنڈن سے ۲ جولائی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں کمیونسٹوں نے بغاوت کرتے ہوئے سرکاری دفاتر پر حملہ کر دیا۔ اور فوجی بارکوں کو جلا دیا ہے۔

پشاور سے ۲۸ جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ سیلاب کی وجہ سے اوبزئی کا پل بہہ گیا۔ اور اس کے شکستہ ستونوں کے ساتھ ایک کشتی جس میں ۴۱ آدمی سوار تھے ٹکرا کر غرق ہو گئی۔ ۴۱ میں سے صرف پانچ بچ سکے۔

بقیہ صفحہ ۲

کہ مذہبی کتاب میں اس قدر صاف اور صریح ردو بدل کیا جائے۔ مسٹر ہوز سخت مذبوحی حرکات کا ارتکاب کرتے رہے۔ آخری تقریر میں بجائے کسی مطالبہ کا جواب دینے کے کہنے لگے۔ ہائے ہائے قادیان اور ان کے ہم مذہب سامعین بھی ان کی ہمنوائی کرنے لگے۔ تقریر کو ختم کرتے ہوئے کہا۔ میز پر جتنی کتابیں پڑی ہیں سب کو جلا دو۔ اور جب کہا گیا۔ کہ ان میں تو انا جیل بھی ہیں۔ تو فرمانے لگے۔ ان کو بھی جلا دو۔ غرضیکہ یہ مناظرہ کیا تھا۔ عیسائیت کی موت تھی۔ جس سے پوری طرح کسر صلیب ہو گئی چونکہ عیسائی صاحبان کو چاروں مناظروں میں شکست ہو چکی تھی۔ اور ان کے پاس کوئی مناظر بھی نہ تھا۔ اس لئے باقی دو مناظرے انہوں نے نہ کئے۔ مناظروں کے وقت اجتماع نہایت شاندار ہوتا تھا۔ تین چار ہزار کے قریب لوگ شامل ہوئے تھے۔ جن میں کثرت احمدیوں کی تھی۔ انچارج صاحب تھانہ رنیہ نے اپنے فرائض نہایت عمدگی اور قابلیت سے ادا کئے۔ عیسائیوں نے اپنی کمزوری کو بھانپ کر سکول کے طلباء وغیرہ کو رخصتیں دے کر گھروں پر بھیج دیا تھا۔ تا وہ کوئی اثر نہ قبول کر سکیں۔ ہاں ارد گرد کے دیہات کے چوہڑے وغیرہ پہنچ جاتے تھے جن کے متعلق مسٹر ہوز کو شکایت تھی کہ ان کے کپڑوں سے اس قدر بد بو آتی ہے۔ کہ دماغ پھٹا جاتا ہے احمدیوں کے کھانے کے لئے لنگر خانہ کی طرف سے انتظام تھا۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ بنفس نفیس میدان مناظرہ میں تمام وقت موجود رہے۔ اور ہر امر کی نگرانی کرتے رہے۔ ان کے علاوہ جناب میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت بھی مناظرین کو علمی امداد دیتے اور اپنے تجربات سے ان کی رہنمائی فرماتے رہے۔

(شاکر رپورٹر الفضل)

دہلی سے ۲۹ جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ گورنمنٹ اس کوشش میں ہے۔ کہ ہندوستان میں کمیونسٹ پروپیگنڈا نہ ہو چنانچہ اس کی روک تھام کے لئے ہندوستان بھر میں کمیونسٹ لیڈروں اور ورکروں کی گرفتاریاں عمل میں لائی جانے والی ہیں یہ گرفتاریاں ایک ہی وقت میں ہونگی۔ اور ان سب کے خلاف دہلی میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

سول نافرمانی کے قیدیوں کی تعداد شملہ کی ایک

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی